# زمین کی وجہ سے زکوٰۃ اور صدقہ فطر لازم ہوگا؟

**مجیب:** مفتی محمد قاسم عطاری

**فتوی نمبر:** FAM-633

**تاریخ اجراء:** 08 رجب المرجب 1446ھ / 09 جنوری 2025ء

## دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ زکوۃ اور صدقہ فطر دونوں کے وجوب کے لیے مالک نصاب ہونا ضروری ہے تو زمیندار پر زمین کی وجہ سے اُن دونوں کا وجوب ہو گا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

زکوۃ اور صدقہ فطر میں سے ہر ایک کے واجب ہونے کیلئے اگرچہ نصاب کا مالک ہونا ضروری ہے، مگر دونوں میں اس اعتبار سے فرق ہے کہ زکوۃ کے واجب ہونے کیلئے تو نصاب کا مالِ نامی (یعنی سونا، چاندی، کرنسی، مالِ تجارت وغیرہ) ہونا شرط ہے، جبکہ صدقہ فطر میں نصاب کا مال نامی ہونا شرط نہیں۔ لہذا زمیندار پر زمین کی وجہ سے زکوۃ و صدقہ فطر کے واجب ہونے یا نہ ہونے میں کچھ تفصیل ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے:

(۱) اگر زمیندار نے وہ زمین بیچنے کی نیت سے خریدی ہو اور قرض و حاجت اصلیہ کو مائنس کرنے کے بعد اُس زمین کی خود یا دوسرے مال نامی (جیسے سونا، چاندی، روپے، پرائز بانڈ، یا دوسرے مال تجارت) سے مل کر نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی) کے برابر مالیت ہو، تو اس صورت میں سال پورا ہونے پر اس زمین کی موجودہ مالیت (Current Value) پر زکوۃ لازم ہو گی، کیونکہ بیچنے کی نیت سے خریدنے سے وہ مال تجارت ہو جائے گی اور مال نامی بن جائے گی تو اس کی وجہ سے زکوۃ لازم ہو گی۔

(۲) اور اگر زمیندار نے وہ زمین بیچنے کی نیت سے نہ خریدی ہو تو وہ مالِ تجارت نہ ہو گی، لہذا مالِ نامی بھی نہ بنے گی اور اُس کی وجہ سے زکوۃ فرض نہیں ہو گی، ہاں البتہ اگر وہ زمین حاجت اصلیہ سے زائد ہو جیسے وہ زمین کسی استعمال میں نہ ہو، بس ایسے ہی خالی پڑی ہو، یا خالی تو نہ ہو بلکہ زمیندار اس پر کھیتی باڑی کرتا ہو، یا اُسے کرایہ پر دیا ہوا ہو، مگر صرف اسی زمین کی آمدنی پر اس کے یا اس کے اہل و عیال کا گزر بسر موقوف نہ ہو، بلکہ اور بھی آمدنی کے ذرائع حاجت کے

مطابق موجود نہ ہوں تو اب بھی وہ زمین اس کی حاجت اصلیہ سے زائد ہی کہلائے گی، لہذا بہر صورت اگر وہ زمین خود یا دوسرے مالِ نامی، یا غیر نامی سے مل کر نصاب کے برابر ہو جائے اور زمیندار صدقہ فطر کے واجب ہونے کے وقت (یعنی عید الفطر کے دن صبح صادق کو) اُس زمین کا مالک بھی ہو تو اب اُس پر زمین کی وجہ سے صدقہ فطر لازم ہو گا، اور قربانی کے ایام میں قربانی بھی واجب ہو گی، لیکن اگر کھیتی باڑی والی زمین، یا کرایہ پر دی جانے والی زمین ہی آمدنی کا ذریعہ ہو کہ اسی زمین پر اس کے، یا اس کے اہل و عیال کا گزر بسر ہوتا ہو، تو اس صورت میں وہ زمین اس کی حاجت اصلیہ میں شامل ہو گی، لہذا اب صرف اس زمین کی وجہ سے صدقہ فطر و قربانی واجب نہیں ہوں گے۔

**زکوۃ میں نصاب کا مال نامی ہونا شرط ہے،** چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے: ”ومنها کون النصاب نامیا“ ترجمہ: زکوۃ کی شرائط میں مال کا نامی ہونا بھی ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، جلد 1، صفحہ 192، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

**صدقہ فطر میں نصاب کا مال نامی ہونا شرط نہیں،** چنانچہ تنویر الابصار میں ہے: ”تجب علی کل مسلم ذی نصاب فاضل عن حاجتہ الاصلیۃ وان لم ینم“ ترجمہ: صدقہ فطر ہر ایسے مسلمان صاحب نصاب پر واجب ہے جس کا نصاب حاجت اصلیہ سے زائد ہو، اگرچہ وہ نصاب مالِ نامی نہ ہو۔ (تنویر الابصار، جلد 3، باب صدقۃ الفطر، صفحہ 365، دار المعرفۃ، بیروت)

**سونا، چاندی اور چرائی کے جانوروں کے علاوہ کسی چیز میں زکوۃ اس وقت واجب ہو گی جب اُسے تجارت کی نیت سے خریدا جائے، ورنہ نہیں،** چنانچہ در مختار میں ہے: ”الاصل ان ما عدا الحجرین والسوائم انما یزکی بنیۃ التجارۃ“ ترجمہ: اصول یہ ہے کہ دو پتھر (یعنی سونا چاندی) اور چرائی کے جانوروں کے علاوہ چیزوں میں تجارت کی نیت ہونے کے سبب زکوۃ ادا کی جائے گی۔ (در مختار، جلد 3، صفحہ 230، دار المعرفۃ، بیروت)

بہار شریعت میں ہے: ”سونے چاندی میں مطلقاً زکاۃ واجب ہے، جب کہ بقدر نصاب ہوں اگرچہ دفن کر کے رکھے ہوں، تجارت کرے یا نہ کرے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں پر زکاۃ اس وقت واجب ہے کہ تجارت کی نیّت ہو یا چرائی پر چھوٹے جانور“۔ (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 5، صفحہ 882، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

**لہذا اگر زمیندار نے زمین بیچنے کی نیت سے خریدی ہو، تو سال پورا ہونے پر اُس کی قیمت کے اعتبار سے زکوۃ فرض ہو گی،** چنانچہ مبسوط سرخسی میں ہے: ”ان اشتری دار اللتجارۃ فحال علیھا الحول زکاھا من قیمتھا“ ترجمہ:

اگر کسی نے تجارت کے لئے مکان خریدا، تو سال مکمل ہونے پر وہ شخص اُس کی قیمت کے اعتبار سے اُس کی زکوۃ دے گا۔(المبسوط للسرخسی، جلد2، صفحہ 207، دار المعرفۃ، بیروت)

تحفۃ الفقہاء میں ہے:" كل ما كان من أموال التجارة كائنا ما كان من العروض والعقار والمكيل والموزون وغيرها تجب فيه الزكاة إذا بلغ نصاب الذهب أو الفضة وحال عليه الحول" ترجمہ: اموال تجارت میں سے ہر ایک چیز، چاہے وہ جو بھی ہو یعنی سامان، جائیداد، مکیلی اور موزونی وغیرہا چیزیں، تو جب یہ سونے یا چاندی کے نصاب کے برابر پہنچ جائیں اور اُن پر سال گزر جائے تو اِن میں زکوۃ واجب ہو گی۔(تحفۃ الفقہاء، جلد1، صفحہ 271، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

وقار الفتاوی میں ہے:"کسی چیز کو خریدنے کے وقت اگر یہ ارادہ ہے کہ اس کو فروخت کرے گا، تو وہ مال تجارت ہو جاتا ہے، اس کی قیمت پر زکوٰۃ ہوتی ہے۔"(وقار الفتاوی، جلد2، صفحہ 388، بزم وقار الدین، کراچی)

**ذریعہ آمدنی والی زمین ہو تو اس کی وجہ سے صدقہ فطر و قربانی واجب نہیں ہوں گے،** چنانچہ سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے فتاوی رضویہ میں سوال ہو کہ ایک شخص برائے نام صاحب جائداد ہے۔ سو روپیہ سالانہ آمدن کی جائداد ہے۔ وہ شخص ماہوار کا نوکر بھی ہے جو اس کی ضروریات دنیویہ کو کافی ہے۔ کسی سال میں کچھ نہیں بچتا، اس کی بیوی کے پاس تقریبا(معہ ۷۰) روپیہ کا زیور ہے۔ ۵۰ کا طلائی باقی نقرئی، اب ایسی صورت میں یہ تو ظاہر ہے کہ زکوٰۃ میاں بی بی دو میں کسی پر واجب نہیں مگر صدقہ فطر و قربانی ان دونوں یا ایک پر واجب ہے یا نہیں؟ اور ہے تو کس پر؟

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جواب ارشاد فرمایا:"ستر روپیہ کا زیور اگر مملوکِ زن (عورت کی ملک) ہے اور اس پر قرض نہیں تو اس پر نہ صرف اضحیہ و صدقہ فطر بلکہ زکوٰۃ بھی فرض ہے کہ اگرچہ (صہ) کے سونے (عہ) کی چاندی میں کسی کی نصاب کامل نہیں، مگر سونے کو چاندی کرنے سے چاندی کی نصاب کامل مع زیادہ ہو جائے گی، ہاں شوہر پر صدقہ واضحیہ (قربانی) بھی نہیں۔۔۔ مگر ان علماء کے نزدیک کہ ایجاب صدقہ واضحیہ میں قیمت جائداد کا اعتبار کرتے ہیں اور راجح و مفتی بہ اوّل ہے (یعنی صدقہ فطر و قربانی کا واجب نہ ہونا)۔

ہندیہ میں ظہیریہ سے ہے:"ان كان له عقار ومستغلات ملك اختلف المشائخ المتاخرون رحمهم الله فالزعفرانی والفقيه علی الرازی اعتبرا قيمتها، وابو علی الدقاق وغيره اعتبر الدخل، واختلفوا فيما بينهم، قال ابو علی الدقاق ان كان يدخل له من ذلك قوت سنة فعليه الاضحية ومنهم من قال

قوت شہر و متی فضل من ذلک قدر مائتی درھم فصاعدا فعلیہ الاضحیۃ“ اگر کسی کی زمین اور آمدن والی ملکیت ہو تو متاخرین مشائخ کا اختلاف ہے تو زعفرانی اور فقیہ علی رازی نے قیمت کا اعتبار کیا ہے اور ابو علی الدقاق وغیرہ نے آمدن کا اعتبار کیا ہے اور ان کا آپس میں اختلاف ہوا اور ابو علی الدقاق نے کہا اگر اس کو ان اشیاء سے سال بھر کے خرچہ کی آمدن ہو تو اس پر قربانی واجب ہے اور ان میں سے بعض نے کہا کہ ماہانہ خرچہ کی آمدن ہو اور جب سال بھر میں دو سو درہم یا زائد فاضل بچ جائے تو اس پر قربانی واجب ہے۔

ردالمحتار میں ہے:”سئل محمد عمن لہ ارض یزرعھا أو حانوت یستغلھا أو دار غلتھا ثلثۃ الاف ولا تکفی لنفقتہ و نفقۃ عیالہ سنۃ یحل لہ اخذالزکوۃ، وان کانت قیمتہ تبلغ الوفا وعلیہ الفتوی وعندھما لا یحل“ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا ایسے شخص کے متعلق کہ اس کی زرعی زمین یا دکان یا مکان کا کرایہ آمدن تین ہزار ہے اور اس کے اور اس کے عیال کے سال بھر کے نفقہ کے لئے کافی نہیں اس کو زکوٰۃ حلال ہے اگرچہ زمین کی قیمت ہزاروں کو پہنچی ہو، اور اسی پر فتوٰی ہے اور شیخین کے نزدیک حلال نہیں۔

درمختار کے صدقہ فطر میں ہے:”تجب علی کل مسلم ذی نصاب فاضل عن حاجتہ الاصلیۃ وان لم ینم، وبھذا النصاب تحرم الصدقۃ، وتجب الاضحیۃ ونفقۃ المحارم علی الراجح اھ **قلت فالذی لہ ارض قیمتھا الوف کما وصف لو کان تجب علیہ الاضحیۃ لحرمت علیہ الزکوۃ لکنھا لم تحرم فالاضحیۃ لم تجب،** واللہ تعالی اعلم“ ہر مالک نصاب مسلمان پر کہ اس کی اصل حاجت سے زائد ہو اگرچہ یہ نصاب نامی نہ ہو تو راجح قول پر محارم کا نفقہ اور قربانی واجب ہے اور اس نصاب کے سبب زکوٰۃ لینا حرام ہو جاتا ہے، میں کہتا ہوں جس کے پاس زمین ہے جس کی قیمت ہزاروں ہے جیسے بیان کیا گیا ہے اگر اس پر قربانی واجب ہے تو (پھر) اس کو زکوٰۃ لینا حرام ہے لیکن زکوٰۃ حرام نہیں، لہٰذا قربانی (بھی) واجب نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔“ (فتاوی رضویہ، جلد20، صفحہ366،367،368، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net